بارہ ماسہ سندر کلی

مخطوط کارڈ ۔

مصنف :- عیش (مدد علی) ۔

عنوان :-

ترتیب :-

اُردو مثنوی ۔

۷۲۴۱

بعون صانع ملک و مکان بفضل خلاق زمین و زمان

حسب فرمایش جناب حاجی سید جان صاحب و محمد عبد الباری

بارہ ماسہ سندر کا ۱۸۶۴

سوداگران کتب شہر پٹنہ بصحت تمام باہتمام سید فضل کریم

در مطبع خاص محمدی واقع بلدہ پٹنہ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سنو سکھیان خدا کی پاک ہے ذات
جو ایسی رات ہو پیو سے ملاوے
اسا ڑھ آیا نپٹ گرجی پڑے رے
ہوئے تن مون برہ کی آگ لاگی
برہ نے آستایا کیا کرون رے
برہ نے اسطرح مون تن کو جارا
نہ ایسا ہے کوئی اگن بتاوے
ارے ہد ہد پیا کے پاس جا تو
تو کہیو پیو سے اے پیتم پیارے

محمد کی بھلی معراج کی رات
گلے سے گل لگا کر سنگ سلاوے
نپٹ گرمی ستی دینھی جرے رے
اگن کے بیچ مین جلتی ابھاگی
برہ کی آگ مین کب تک جرون رے
ہمارا تن ہوا سارا انگارا
بتا دے وہ خبر جو پیو کو لاوے
مرا احوال سارا جا سنا تو
امان کے لاڈلے بابو دلارے

گئے پیو چھوڑ کر بالک ہمن کو | رسیلے رس بھرے میٹھی بچن کو
گئے وہ جسون مجھے ہوئی جوانی | جوانی کب مجھکو دوانی
جوانی کیا میرے اوپر جوش | کئے بالا پنے مین اب ہوا ہوش
رنگیلی سیج پر آرام کیجے | خوشی و رنگ و رس کا کام کیجے
بلکتی مین رہون کب تک پیارے | ہوئین انکھیان مری خونسے چھوارے
چہ زان آتشیان بیگانہ گشتی | چو دونان چند این ویرانہ گشتی

دوھرا

ماتا پتا سے بری بھیو سو کاہے کیو بیاہ
سامی کارن ای سکھی کہ ہردم تاکون راہ

جو آیا اس ساون وسے نقارا | گھٹا کاری بستی چو ندس اندھیرا
اندھیری رین مون بجلی گڑکتی | کڑک سی داوسکے یون چھاتی دھڑکی
جو سگری رین اور ون بوند برسے | پیارے کو ملن کو جیو ترسے
سکھی سب گھر بگھر جھولا لگاوین | وہ آپس مین بیٹھی خوش رنگ گاوین
ہمارے بھاگ مین برہے کا جھولا | پیا پردیس جا کر مجھکو بھولا
نجانون کیا خطا کیا مین پیو کا | کہ مجھکو اسقدر دکھ دیکے بھاگا
مری ایسی ابھاگی کون ہوئی | جوانی ہاتھ سے جو مفت کھوئی
ارے سکھیو جوانی مفت جاہے | نجسے دیوئی خدا سوئی تو کھاہے
چہ باشد گر طریق مہربانی | برای وصل من خود وا رسانی

دوھرا

کیسے کی دھرجا دھروان دیکھو لوگو ہائے
میرا جیو تلپھے سکھی سو بیتم ملی کب آئے

جو آئی رات بھادوں کی ہیونی
وہ انکھیاں سے مری ندی بہائی
بہی جاتی ہون مین ندی کی دلرون
خضر تمسے جو میری آس پوجے
مرے من کی مرادین ہوئین حاصل
بیان ہر کے خضر تمکو مناؤن
سہیلین اور مراثن راگ گاوین
ازین سودا رسم شاید بسودے

بہیونی رین سون لاگی زردی
خوشی خوبی مرے دل سے بہگائی
خضر اسوقت مین کسکو پوکاردن
انی ہتی ہماری مان سے بیچ
رکھون روزہ تمہارا یا خوشی دل
جو پوجے آس تو بیڑا چڑھاؤن
چلین سب ساتھ مل ڈھولک بجاوین
رسان از من بہ پیغمبر درود

دوھرا

ہنست کھیلت یون چلون جو پوجے مری آس
روزہ رکھون ای سکھی مین جا خضر کے پاس

جو آیا ماس اسن کا اندھیرا
لگی ہتیا برہا تی گرجنے
گرج کرکے برہ کا کان کھولا
لگے وہی مین جب ہتے کا چھپا

مرے اوپر ایا دکھ گھنیرا
جھکولے سے لگا پانی برسنے
اندھیری رین ہتیا کا جھکولا
ہتو نازک بدن میرا ہراسا

نجانوں کیا بلا لاوی کی ہتھیا — گئے سب چھوڑ مجھکو ننگ ستھیا

اکیلی مین پڑی برہا کی ماتی — جو سوتی رات ہوں رہتی ڈراتی

نہین تمکو بسا جیو سے ہے پیو — تمھارے بن مرا جاتا جرا جیو

تمھین ہر وقت مین پیو پیو پکاروں — تمھاری نام اوپر جیو جان واروں

جدائی سے مری کیوں جان ماری — خبر لو آن کے پیتم پیاری

چنان ہجر تو مارا گرد محتاج — چو درماند بہ پیش باج درّاج

دوہرا

سکری بن موہن کی کلپت بیتی سامی ہلہ آئی
سامی کارن ای سکھی مین تن من دیا جلائی

جو کاتک نے عمل اپنا جگایا — عمل برسات کا سارا اٹھایا

ندی نالا دہر سب گیا سوکھ — گیا ہنس ہنس نہ دکھلایا مجھے موکھ

نجانوں کیا ہوا ہنس ہنس نہ آیا — پکڑ کے یا کسی نے بھون کھایا

مرے دل مین یہی آوے اندیسا — جو جیتا پیو کا لاتا سندیسا

کہی دنکا مرا پالا تھا ہنس ہنس — گلے کا وہ موہن مالا تھا ہنس ہنس

مرے ہنس ہنس کے تئین کسنے پچھایا — مرے دلکی خوشی سارا بجھایا

ہمارا جیو بہلاون تھا جو وہ بھی — گیا اک ہاتھ سے افسوس وہ بھی

براہین نے گیا ہنس ہنس کو بھیجا — پیا کے پاس میرے بات لیجا

مجھے ہر دم یہی آوے رلائی — کہ ہنس ہنس سے گیا ابمتے جدائی

بہر گل رخ کہ گردم سرخ دیدہ	کنون از ہر مژہ خونم چکیدہ

دوھرا

ندی سوکھا نالا سوکھا سوکھا سارا راہ
ہدہد نہ آیا ای سکھی کہ ہروم تاکون راہ

گیا کاتک جو اگھن ماس آیا	مجھے لالن نے نت سپنا دکھایا
سنو سکھیو جو ہم دیکھا ہے سپنا	پیا پردیس سے آیا ہے اپنا
زری زربفت کا چیرا ہے سرپر	سنہری موٹھ کٹاری ہے کمر پر
وہ کلغی سر کے اوپر خوب سوہے	کمر کے بیچ مین ہتھیار موہے
اتر گھوڑے سے جب گھر بیچ آیا	سوئی تھی نیند سے مجھکو جگایا
جو میرے کان پہونچی پیو کی بولی	اچانک نیند سے مین آنکھ کھولی
نہ دیکھا پیو کا گھوڑا اور نہ ہتھیار	کدھر ڈھوندون کدھر جا تا رہا یار
گھی از گریہ چشم آب میریخت	چہ جائے آب بل خوناب میریخت

دوھرا

جاگت پیو پہونچے نہین تو سوت پہونچے کہو
اوٹھ جو دیکھا ای سکھی سو تلپھا میرا جیو

گیا اگھن جو آیا پوس کا ماس	سنو سکھیو مرے جینے کا نا آس
ہمارے جی او پرہے دین بھاری	مگر کھینچی ہے پیو کی انتظاری
پیا تم آئے کی صورت دکھاؤ	اگر جاؤن تو آکر جیلاؤ

تمھارے ہاتھ کی اگن جو پاؤن
اتی منتی کرون تم سے نہورا
نہ آؤ گے تو کھینچون گی ندامت
نہ مکھ اپنا دکھاؤ گے مجھے آج
جواب ہے لاج کا مالاج کر پیو
جلاؤ گے بھلا ہوگا تمھارا
خدا کے واسطے ہے تمکو سوگند
کہ بر حال من بیدل ببخشائی

کھڑے پاؤن چلی بیکنٹھ جاؤن
مرے بے جینے کا ہے اب آس تھوڑا
ندامت یہ رہیگی تا قیامت
قیامت تک رہیگی تمکو بھی لاج
ترے دیدار کا محتاج ہے جیو
تمھارے بس مین اب ہے جی ہمارا
جوانی مین کرو اپنا قدم بند
زبان در سنج گوہر بار بکشائی

دوھرا

جادن سے پیو بچھڑے سو دینہی دباگدا
پیو جو پاؤن ای سکھی مین چھاتی لیون لگا

گیا اب پوس پہونچا ماگھ سر پر
ہینا ماگھ کا پڑتا ہے پالا
بچھونا توشک اور اوڑھین نہالی
کسیکو چھینٹ گجراتی و رومی
سے مجھے ہر وقت یہ جاڑا ستاوی
بچھونے کے اوپر پھولون کی کلیان
نپٹ جاڑا استی دینہی سہرتی

لگے جاڑا بدن اوپر سہر کر
سکھی سب گھر بگھر اوڑھے دوشالہ
سبھو نکو اک طرف اپنی طیاری
کسیکو نیند ری اپٹے کی مومی
نہالی اور رضائی کو اوڑھاوی
پیارے پیو کے سنگ کرتی ہین رنگیان
اکیلی سیج پر مین ہون بچھڑتی

صبح کے وقت جب لگتا کوہاسا
سکھی کے راہ کو ہر دم نہارون
پیا کارن مری پھٹتی ہین انکھیان
پلنگ اوپر وہ تن لپٹائے رہتے
کہ جاڑیکا مزا ہوتا انٹھتا
گرانا ہے تو پھر جلدی سے آؤ
بھر امروز مہجور دغریب ہم

مرا دل اوسگھڑی ہوتا اُداسا
پپیہا کی طرح پیو پیو پکارون
جو آوی پیو لگا لون اپنے چھتیان
خوشی ہو رنگ رس کا بھوگ کرتے
جو گڑ گھی سے بھی لاگے اور میٹھا
مزا جاڑیکا ہے سو چاکھ جاؤ
ز اقبال وصالت نے نصیب ہم

دوھرا

جاڑا پالا پڑ گیا ہوے سکت بیتی رات
جاڑا تلپہت اری سکھی سگری کاٹی رات

جو آیا ماس پھاگن کا سہونا
سکھی سب گھر بگھر کھیلین ہین ہوری
کسریا رنگ پچکاری مین بھر کر
بجاوین دف و مردنگ و مجیرا
عبیرا ور گلال اوپر چھڑکتا
مرا دل اے پیا بربا کا ماتا
زرد کپڑا سبھو نکو رنگ برنگ ہے
کو نسی سو بھی ساری سب گیلو

سو ہونا ماس سکھ ہونکا کھلونا
سلونی سانوری سب رنگ گوری
سبھی ڈالین ہین اپنے پیو کے اوپر
پیا کے سر اوپر ڈالین عبیرا
کہ جیون تارا گگن اوپر چمکت
اُنھون کے کھیل سے دل ہیر ٹرپتا
ہبھی کوئی تو اپنے پیو سنگ ہے
کیسریا رنگ اپنے پیو کے جی کو

اچھی طرحون سے ہولی مچی ہے — سکھی کو پیو کے سنگ باری رچی ہے

سکھی ہارے تو وہ پیو کی کہاوے — جو پیو ہارے تو پیو کو جیت لاوے

ہماری جیت کی باری کو بھولا — دغا بازیکا مجھ سے کھیل کھیلا

جو کچھ بیتا سو بیتیا خوب بیتا — ابھی پردیس سے گھر آو میتا

نگر کے لوگ نے ہوری مچایا — گندھیا کیطرح گولی نچایا

پیا اسوقت مین تم گھر مین آؤ — پترپا اور پورا کو نچاؤ

مرے دل مین ابھی ہیگا ہولاسا — ترے حیلہ سے مین دیکھون تماشا

برہ ماتی جلی جاتی ہے ہوری — اب ہوری کے رہے ہین دن تھوڑی

نگر کے لوگ نے اگیا جلایا — اوسی اگیا کے بیچ ہوری نچایا

جلی ہوری لگے وہ ہور کھیل کھلنے — اپا اپنے سر کے اوپر دھرنے لگے

گئے ہوری کے دن افسوس افسوس — پیا پہونچا تھا مین افسوس افسوس

زلیخا با دل امیدوار ست — نظر بر شاہراہ انتظار ست

دوھرا

ہوری کھیلین سب کوئی اپنے اپنے پیو کے سنگ
میرا جی ترسے ای سکھی سو کس پر ڈالون رنگ

گیا پھاگن اب آیا چیت کا ماس — مہینا چیت کا دن پھول کا باس

کھلی گلاب پھولی ہین چمن بیچ — پھرے بن توڑتا مالی پھولن بیچ

لہستا ہے چمن کے بیچ مالی — لیے وہ ہاتھ مین پھولونکی ڈالی

گلے مین ہار مالن دے ہستی ؛ گھونگھٹ مت کھول اپنی گل ہستی
نہ نگ نامہ سے اپنی ہے لجاتی ؛ سجن بولے ہے میٹھی مسکراتی
ہمارے باغ مین پھولا ہے وہ پھول ؛ وہ کسکے باغ مین ہوا ہے مشغول
چمیلی سے بدن مہکے ہمارے ؛ رسیلی آنکھہ جون نرگس پیارے
نین کے پاس چنبی کی کلی ہے ؛ بلکہ یہ ناک چنبی سے بھلی ہے
مرا مکھڑا ہے کہ جون گلاب کا پھول ؛ تمہارا نون باغبان کیا ہو گیا پھول
وہ جوبن ہے کہ جو انار کا پھل ؛ بھرا میٹھا سے ہی مصری کا جون ڈل
اچھے پاتون سے پھولی ہے پھلواری ؛ سونہری لاگتی ہے لگی کیاری
مہینا چیت اور گرمی کا دن ہے ؛ سجن کا اب ملن جانو کٹھن ہے
ارے مالن جلے کو کیون جلاوے ؛ سجن بن ہار کرسی کچھ نہ بھاوے
ارے لالہ تجھے لیکر جلا دون ؛ اٹھا کرسی کو چولھے مین لگا دون
بہار آیا دیکھن ہارا نہ آیا ؛ انار آیا چکھن ہارا نہ آیا ؛
جو پھولا پھول میوہ ہے بہت رس ؛ نہ توڑی باغبان نعمت او سی بس
گلی بو دم نہ گلزار جوانی ؛ تر و تازہ جو آب زندگانی

دوھرا

بھاری بھیو د و جوبنا سوا دی کسی گلج
کس سے کہون اے سکھی کہتے آوے لاج

گیا جو چیت اب بیسا کھ آیا ؛ جو پیا آوے تو جانون لا کھ آیا

گرم بیساکھ کا ایسا پڑا دھوپ
نپٹ یہ سخت دن گرمی کا آیا
سورج کی جوت جسکو آن لاگی
ارے لوگو میں ہون براگی ناتی
رکت تن کا مرے سارا گیا سوکھ
مرا نازک بدن ہر دم ترستا
پیا تم کس خیال سے مجکو تجا
پیارا پیو تمہارا جیو ہے صاف
یہ گیارہ ماس گذرا گھر مین آؤ
جو دیکھا دور سے اوڑتا پکھیرو
اوڑا اُس دھوپ کا ہُدہُد جو آیا
کہا ہین بات اب کرتا ہون ظاہر
کہ پورب دیس یہ ہی ہے ہر بانگی
پکڑ کر اوسنے میرا پر لیا نوچ
زبردستی ستی مجکو پکڑ کے
ترا پیوا اوس گھڑی ستی جو لاگا
سجن تیرا جو پایا اوسکے اوپر
اگر دربار کو جاتا ہے یک روز

جگر گرمی سے دھوپ پا کے مرجھا گیا روپ
کہ گرمی نے بدن سا جھلایا
جسے لاگے سو جلتا آپ بھاگی
پیارے بن مری پھٹتی ہے چھاتی
نہ آوے نیند نہ لاگے مجھی بھوکھ
پیا کارن مجھے کچھ نا سوہاتا
بِرہ کی دہان سے جلتا ہے کلیجا
اگر تقصیر ہو میری کرو معاف
نپٹ ہے آرزو صورت دکھاؤ
کہے کہ ہے مرا ہُدہُد پکھیرو
سرو پانی اوسے لیکر پلایا
سلونی سانوری دونو ہے ظاہر
نہ اوسکی اور کوئی نارہے جہانگی
وہ چھوری سے ہمارا کٹ گیا پونچ
رکھا پنجرہ کے بھیتر قید کر کے
گھلا پنجرہ وہانسے مین جو بھاگا
پڑا رہتا ہے شئے گھروکے بھیتر
پڑا رہتا ہے گھر کے بیچ نورہ

خبر یہ سنکے گھڑا جیسے ڈالا
سکھی ور گریہ گہ در خندہ میشد

کہ پیو کارن میں ہوگی دیس نکالا
گھی می مُردگا سے زندہ میشد

دوہرا

سجن گئے پردیس کو سو بناؤں بھبوت
جوگی ہو گئے اے سکھی سو تن میں ملوں بھبوت

گیا بسیا کہ اب کے سال بیتا
گیا بیسا کہ اب آیا جیٹھ جرانے
سکھی کیونک برہ کی آگ سے جلے
اب اک گھڑی ہو نہیں جوگن کا بھیسا
اُتاروں تن ستی میں چیر چولی
گلے کفنی میں گیرو سے رنگاؤں
لکھتا ہاتھ جو دیکھے ڈالا
مرا دل گھر ستی ہوتا اُداسا
اری سکھی پیو تک باہمن بلا کو
گئی لونڈی برہمن کو لے آئی
کہا اس ستی میں پاؤں لاگوں
تمھیں دیکھو گی بھی کچھ دان دچھنا
برہمن تھا بچن کا خوب سانچا

پھرے پردیس سے اب تک نہ پیتا
نہ پھر پردیس سے آیا نشانے
اب آوے دل ہار کھائی رہے
کروں پردیس چل پیو کا اودیسا
بناؤں ہاتھ میں جولی و جھولی
بھبوت اپنے بدن اوپر لگاؤں
جو دیکھے شکل میرا ہو اُچھالا
کہ پہونچے پیو تک ہو گے لبھا نسا
مرے چلنے کی اب ساعت دکھاؤ
منت زاری ستی کہلی دہرائی
خبر پیو کی جو ہو بھیا رہا وُن
اگر پیو کی جو بولو نیک بچنا
کہ دہر کھی دپوتھی کھول بانچا

کہا کہ پیو تمھارا آوتا ہے
تمھارے واسطے کچھ لاوتا ہے

چلا پورب ستی اب ہے وو منزل
پہونچنے مین ابھی اوسکے ہی مشکل

گنو تم آج سے گذرین جو دن دس
کروگی پیو سے اپنے تم تو رنگ رس

برہمن کے بچن سے دل ہے بلہرے
برہمن کو دیا تب سگلے ہنسلے

برہمن کو کہا وچھینا ہے تھوڑا
جو پیو آوین تو دون جوڑا و گھوڑا

کیا رخصت کہ اب تم گھر کو جاؤ
جو پیو پہونچے اوسیدن تم بھی آؤ

جو گذرا روز ہر یک سخت بھاری
خبر پائی کہ آ پہونچی سواری

پیا کی راہ پلکون سے بوہارا
کہ جاگا بخت اب پھر کر ہمارا

اوتر گھوڑے سے جب مجھ پاس آیا
کہا گھویا گیا تھا لعل پایا

بجاوے تن ستی برہا کی اب آگ
ارے جاگون کہ اب جاگا مرا بھاگ

اری سکھیو مراثن کو بولاؤ
خوشی سے آج منگل خوب گاؤ

مراثن آئے کے ڈھولک بجایا
اچھے بھاون سے منگل ملکے گایا

جو رات آئی پلنگ بھیتر بچھایا
پلنگ ہوئی کہ رنگ رلیان مچایا

ہوا وہ کام جو دنیا کا تھا کاج
نہین باقی رہی اوس روز کچھ لاج

تعالی اللہ رہے قیوم دانا
توانائی وہ ہر ناتوانا

دوہرا

ایک برہن کر کے اوگھے گل سے لگا
کروٹ نہ پھرا ای سکھی ہو رسو گا لگا

برس گذرا یہ دُوسرا سال آیا
رتن کنور تھا اوسکی آنکھ کا نور
کہا کنور نے اے سندر کلی تو
اچھی طرح ستین کرلے طیاری
کیا سنگار پھر اسارا ابھرن
نکالا گھر ستین گھنا دھراؤ
گھڑی دو بیٹھ کے دیکھا تماشا
پھری پھر گھر کو آئی وہ سلامت
کہ اب رکھتا نہیں پا گھر میں میرا
جیو تم جی ہتی اب ہو گئی الفت
جگر کے بیچ جب الفت لگا یا

رتن کنور نہ اپنا لال پایا
نہیں چاہیے کہ ہو دیکھ وہ دور
سبھون بیچ ہی بڑی رانی بھلی تو
تماشا دیکھنے چل ہو طیاری
جھنکتا گھونگھرو بیرو بچھلی چھن چھن
پھر کر کے چلی جو تا جبر اؤ
وہان سے پھر کیا جیو کو اُداسا
اچانک موت نے ڈہائی قیامت
یکا یک جم نے آکر اوسکو گھیرا
رہی باقی مرے دل بیچ کلفت
پیالا موت کا لیکر پلا یا

برہ ماسہ ہے یہ سندر کلی کا
کہون کیا میں بچن برہا جلی کا

تمت

مخمس از رشحات ابر طبع گہربار غواص محیط سخنوری مولوی فدا علی عیش بر غزل خواجہ حیدر علی آتش مرحوم

وہی تیری دل آزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی طرز ستمگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی گیسو کی طراری جو آگے تھی وہ اب بھی ہے ۔۔۔ وہی چیتون کی خونخواری جو آگے تھی وہ اب بھی ہے

تری آنکھوں کی بیماری جو آگے تھی وہ اب بھی ہے

بھلا کیونکر نہو رحمت خدا کی ابر باران پر ۔۔۔ برابر فیض جاری ہے گلستان و بیابان پر
وہی ہے لہلہاپن اب تلک گنج شہیدان پر ۔۔۔ وہی نشو و نما ہے سبزہ ہر گور غریبان پر

ہوا چرخ زنگاری جو آگے تھی وہ اب بھی ہے

بلا سے عاشق جان ہو گئے سب زلف کے حلقے ۔۔۔ وہی وحشت وہی الجھیڑ وہی سودا وہی ضد ہے
بھلا ای ہمدمو کیا ذکر آزادی مرے آگے ۔۔۔ تعلق ہے وہی تا حال ان زلفوں کے سودے سے

سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی وہ اب بھی ہے

وہی میرا بلکنا ہر وہی رونا ہے دن بھر کا ۔۔۔ وہی میرا بھڑکنا ہر وہی رونا ہر دن بھر کا
وہی دلکا دھڑکنا ہر وہی رونا ہر دن بھر کا ۔۔۔ وہی سر کا پٹکنا ہر وہی رونا ہے دن بھر کا

وہی راتوں کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی میرا رولانا ہر ستانا ہر وہی دل کا ۔۔۔ وہی میرا ستانا ہے کڑھانا ہے وہی دل کا
وہی میرا کڑھانا ہر رولانا ہر وہی دل کا ۔۔۔ وہی جی کا جلانا ہر پکانا ہر وہی دل کا

وہ اوسکی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

نہ پوچھو ہمدموں کچھ ہجر میں گذری ہے ہم پر کیا ۔۔۔ رہا الجھن سے پھر وحشت میں ہو گئے تنہا
بتائیں کیا تمھیں احوال عشق زلف پر خم کا ۔۔۔ وہی سودا کا کل کا ہے عالم دل پہ ساہی تھا

یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

نہ ہمیں ہجر کی اندیشہ ہی غضب الٰہی ہے ۔۔۔ کہا جو بات خاطر کی ہی غضب الٰہی ہے

محبت ایک سا سب سے رہی فضل الٰہی ہے
نیاز خادمانہ ہو وہی فضل الٰہی ہے
بتوں کی ناز برداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

ابھی تک صورت گیسو شب ہجراں سے ڈرتا ہوں
نہ پوچھو ہمدمو دن زیست کے مر مر کے بھرتا ہوں
کہوں کیا ہجر میں ہیں زندگی کس طرح کرتا ہوں
طریق یار میں جس طرح سے مرتا تھا مرتا ہوں
وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی وہ اب بھی ہے

ہوئے جس دن سے سودائی اٹھائی ہیں عجب صدمے
ہوئی انساں سے نفرت اور اڑے ہیں پرزے گریباں کے
سر شوریدہ ٹکرایا ہے لڑکوں کے پتھر سے
جنوں کی گرمجوشی ہے وہی دیوانوں سے اپنے
وہی داغوں کی گلکاری جو آگے تھی ہو اب بھی ہے

ہمیشہ ہم سبک چلتے رہے الفت کی منزل میں
نہ دم مارا کبھی ہم نے وقت مشکل میں
جھکا دی ہم نے گردن دیکھ خنجر دست قاتل میں
رواج عشق کے آئین وہی ہیں کشور دل میں
رہ و رسم وفا جاری جو آگے تھی ہوا اب بھی ہے

طلب ہے عشق کو اس حور صورت کی ہنوز آتش
بھڑکتی ہے جگر میں آگ الفت کی ہنوز آتش
ترقی ہم میں ہے اوسکی چاہت کی ہنوز آتش
وہی بازار گرم ہے محبت کی ہنوز آتش
وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی ہوا اب بھی ہے